لیلیٰ مجنوں ایک مرتبہ خوبیِ تقدیر سے باہم ملتے ہیں لیکن پاکبازی و پاک دلی کے ساتھ

دو صبح بہم رسیدہ از دور

دو مشعل را یکے شدہ نور

چونکہ دونوں سوختہ جاں تھے اس لیے مشعل کی تشبیہ حسب حال ہے۔

مراجعتِ لیلیٰ کے بعد مجنونِ سوختہ اختر تمام شب تپشِ غم کے ہاتھوں نیم مُردہ ہی رہا۔

نے مُردہ نہ زندہ بود تا روز

چوں نم زدہ مشعلِ جگر سوز

تیل میں پانی ملجائے تو اُس کے اثر سے مشعل بحالتِ نیم سوختگی سخت شورش و پراگندگی کے ساتھ جلتی ہے۔ یہی حال مجنوں کا تھا۔ کمال تشبیہ یہ ہے کہ مشعل شب کو جلتی ہے مجنوں بھی رات ہی کے وقت آتش فراق میں جل رہا تھا۔

فرط غم و اندوہ سے لیلیٰ کے نازک رُخساروں پر چھائیاں پڑگئی ہیں:

نے کلفہ کہ سایہ بُد بمہتاب

نے نے غلطم کہ سایہ بر آب

رُخسارِ نازک کی چھائیں پانی پر سایہ، یہ نازک خیالی امیر خسرو کا حصہ ہے۔

سراب کی تشبیہ:

در دشت سرابہائے کیں توز

چوں وعدۂ سفلگاں جگر سوز

جہاں جب پیاسا پانی سمجھکر سراب پر بامید سیرابی پہنچتا ہے اور وہاں دیکھتا ہے کہ پانی نہیں ریگ موج زن ہے۔ جو صدمۂ مایوسی اُس کے دل کو پہنچتا ہے وہی اُس شخص کے دل کو پہنچتا ہے جو وفائے وعدہ کی اُمید پر سفلہ کے پاس جاتا اور اُس کی وعدہ خلافی سے خونِ جگر پیتا ہے۔ مجنوں اپنی ناقدری کا شکوہ کرتا ہے:

بے قیمت و قدر و خوار و کاہاں

چوں مرکبِ کورِ بادشاہاں

دیکھو کیسی تشبیہ تام ہے۔ مشبّہ کی چاروں صفات "بے قیمت و قدر و خوار و کاہاں" مشبّہ بہ میں اعلیٰ پیمانہ پر موجود ہیں۔ بادشاہ کی سواری کا گھوڑا اندھا ہو جائے تو ہمیشہ خوار و زار رہتا ہے۔ معمولی گھوڑا ہو تو مار دیا جائے۔ وہ نہ مارا جاتا ہے نہ کچھ قدر ہوتی ہے اور نہ پیٹ بھر کر کھانا ملتا ہے۔ یوں ہی کس مپرسی و لاغری میں ایام زندگی پورے کرتا ہے۔

لیلیٰ کے دفن کی تشبیہ:

گریاں جگرِ زمیں کشادند

واں کانِ نمک درو نہادند

"جگرِ زمین" اور "کانِ نمک"۔ للہ درُّ قائلہ۔

مجنوں لیلیٰ کا مقابلہ لیلےٰ مجنوں (۱) مولنٰا نظامی گنجوی (۲) مُلّا ہاتفی ہروی اور (۳) مُلّا مکتبی شیرازی کے ساتھ

مولنٰا نظامی، امیر خسرو

مقابلے سے پہلے یہ اظہار ضروری ہے کہ مقابلۂ کلام میں اگر اشعار امیر خسرو کو مولنٰا نظامی کے اشعار پر ترجیح دی جائے تو اُس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مولانا کے پایۂ بلند میں کچھ فرق آتا ہے۔ مثنوی میں مولنٰا نظامی کا مرتبہ امیر خسرو سے بلند ہے۔ اور اس کو خود امیر نے اس بلند آہنگی سے ظاہر کیا ہے کہ مولانا نظامی کا بڑے سے بڑا مداح اس سے بڑھ کر بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مولانا نظامی کا کل کلام امیر خسرو کے تمام کلام سے افضل ہے۔ مثنوی مجنوں لیلیٰ میں کلام خسروی کی برتری صاف عیاں ہے۔ میں اپنی فہم و ادراک کے موافق موازنہ کر کے فرق کلام آزادانہ ظاہر کر دونگا۔

مقابلے کے واسطے وہ اشعار انتخاب کئے گئے ہیں جو ہم قافیہ یا ہم مضمون ہیں۔ اس طرح پورا موقع مقابلہ کا ہے۔ موازنہ دو طرح ہو سکتا ہے۔ اوّلاً مجموعۃً، ثانیاً انفراداً۔

مجموعی مقابلے کے لئے پہلے مولانا نظامی کا کلام پڑھو اور بار بار پڑھو۔ اور جب پڑھ چکو تو غور کرو کہ دل پر کیا اثر ہوا۔ تمہارے دل پر متانت و بلاغت کلام کا اور مضامین کی بلندی و رزانت کا اثر پڑے گا اور تم کہہ اُٹھو گے کہ ضرور یہ

ایک قادر الکلام اُستاد کا کلام ہی۔ اس کے بعد امیر خسرو کے اشعار اسی انداز سے پڑھو اور سوچو۔ متانت و فصاحت کلام اور بلندی و خوبی مضامین کے ساتھ ساتھ درد کی چاشنی پاؤ گے اور تمہارا دل شہادت دیگا کہ یہ ایک دردآشنا دل کی صدا ہی۔

اوّل حمد کو لیجئے۔

حمد

مولنا نظامی	امیر خسرو
اے نام تو بہترین سرآغاز	اے دادہ بہ دل خزینۂ راز
بے نام تو نامہ کے کنم باز	عقل از تو شدہ خزینہ پرداز
اے کارکشائے ہر چہ ہستند	اے تو بہ ہمیں صفت سزاوار
نام تو کلید ہر چہ بستند	نام تو گرہ کشائے ہر کار
اے ہست کن اساس ہستی	اے قدرت تو بہ چیرہ دستی
کوتہ ز درت دراز دستی	از نیست پدید کردہ ہستی
اے ہفت عروس نہ عماری	اے چار بساط و ہفت پردہ
بر درگہ تو بہ پردہ داری	بر ہفت عروس عقد کردہ
اے آنکہ نہ بر طریق چونی	ہر چہ از تو گماں برم بہ چونی
دانائے درونی و برونی	آں من بوم و تو زاں برونی
اے سرمہ کش بلند بیناں	اے دیدہ کشائے دور بیناں
در باز کن درون نشیناں	سرمایہ دہ تہی نشیناں

مولنا نظامی

صاحب توئی آں دگر کدام اند
سلطاں توئی آں دگر غلام اند
اے بر ورقِ تو درسِ ایام
ز آغاز رسیدہ تا بانجام
اے واہب عقل و باعث جاں
با حکمِ تو ہست و نیست یکساں
اے امر ترا نفاذِ مطلق
از امرِ تو کائنات مشتق
راہِ تو بہ نورِ لایزالی
از شرک و شریک ہر دو خالی
در صنعِ تو کامد از عدد بیش
عاجز شدہ عقلِ علت اندیش
گر ہفت گرہ بہ چرخ دادی
ہفتاد گرہ بدو کشادی
ترتیبِ جہاں چنانچہ بایست
کردی بہ مثابتے کہ شایست

امیر خسرو

قادر توئی آں دگر چہ باشد
منعم توئی آں دگر کہ باشد
در تربیتِ تو یافت ایام
پیرایۂ صبح و زیورِ شام
بودِ ہمہ گشتہ از تو موجود
حکمِ تو رواں بہ بود و نابود
اے حکمتِ تو بہ امرِ مطلق
عالم ز دو حرف کردہ مشتق
شرکت نبرد بہ ملک راہے
خاصہ کہ بہ ملک چوں تو شاہے
باریکیِ حکمتت کہ داند
کز کن کمنِ تو نکتہ راند
دعویٰ گریِ سپہرِ پر پیچ
در محکمۂ قضائے تو ہیچ
عالم ز تو شد بہ حکمت آباد
حکمت ز تو یافت آدمی زاد

امیر خسرو	مولنٰا نظامی
در کار تو آسمان زبونے	بے کو کہن زکاف و نونے
وز کلک تو کون کاف و نونے	کردی چو سپہر بیستونے

انفرادی مقابلہ۔ مطلع مولنٰا نظامی کا بہت بلند و اعلیٰ ہے۔ پہلا مصرع دلیل دوسرا دعویٰ۔ بہتر آغاز کا لفظ کس قدر مناسب موقع ہے۔ دوسرا مصرع

بے نام تو نامہ کے کنم باز

جتنی بار پڑھو گے نام اور نامہ کی تجنیس تازہ لطف دے گی۔ امیر خسرو کے مطلع میں ایک خاص خوبی ہے۔ داستان عشق و حسن کے مناسب خزینۂ راز ہے اور قصۂ مجنوں کے ساتھ خزینہ پردازی عقل صنعتِ تضاد۔ مولنٰا نظامی کا مطلع ہر مضمون کی مثنوی کا سرنامہ ہو سکتا ہے۔ امیر خسرو کا مطلع صرف داستانِ عشق کا طرۂ دستار بن سکتا ہے۔

امیر خسرو		مولنٰا نظامی
اے تو بہ ہمیں صفت سزاوار	(۲)	اے کارکشائے ہرچہ ہستند
نام تو گرہ کشائے ہر کار		نام تو کلید ہرچہ بستند

امیر خسرو کا شعر بہتر ہے مولنٰا نظامی کے پورے شعر کا مضمون امیر خسرو کے دوسرے مصرع میں آگیا۔ ”کارکشائے“ ”گرہ کشا“ زیادہ بلیغ ہے۔ گرہ کشائی مشکل کشائی پر دال ہے لہٰذا اس سے اظہار قدرت بیشتر ہوگا۔

امیر خسرو کا پہلا مصرعہ "اے تو بہ بیں صفت سزاوار" مضمون و بندش دونوں میں لاثانی ہے اور المستجمع لجمیع صفات الکمال کی پوری تفسیر۔

امیر خسرو		مولنا نظامی
اے قدرتِ تو بہ چیرہ دستی	(۳)	اے ہست کنِ اساسِ ہستی
از نیست پدید کردہ ہستی		کوتہ ز درت دراز دستی

مولنا نظامی کے اوّل مصرعہ کا مضمون امیر خسرو کے شعر میں زیادہ بلیغ انداز میں ادا ہوا ہے۔ قدرت اور چیرہ دستی سے کلام میں خاص زور پیدا ہو گیا جو حسب حال ہے۔ نیست سے ہستی کا پیدا کر دینا قدرت کا اظہار بمقابلہ اساسِ ہستی کو ہست کرنے کے زیادہ کرتا ہے۔

امیر خسرو		مولنا نظامی
اے چار بساط ہفت پردہ	(۴)	اے ہفت عروسِ نہ عماری
بر ہفت عروس عقد کردہ		بر درگہِ تو بہ پردہ داری

مولنا نظامی کے یہاں مضمون زیادہ صفائی سے بندھا ہے۔ ہفت عروس و نُہ عماری کے واسطے پردہ داری بہت مناسب ہے۔ سبعہ سیارہ کی جانب جو تصرفات و احکام نجوم منسوب ہیں ان کے لحاظ سے بھی پردہ داری بہت موزوں ہے۔ امیر خسرو کے یہاں چار بساط، ہفت پردہ، ہفت عروس، تین عدد جمع ہیں۔ مولنا نظامی کے یہاں صرف دو، ہفت عروس و نُہ عماری۔ امیر خسرو کے شعر میں لفظ عقد عروس کے

نہایت مناسب ہی۔

امیرخسرو		مولنا نظامی
ہرچہ از تو گمان برم بچونی	(۵)	اے آنکہ نہ بر طریقِ چونی
آں من بوَم و تو زاں برونی		دانائے درونی و برونی

مولنا نظامی نے سادہ مضمون بیان فرمادیا ہی۔ امیرخسرو ایک دقیق فلسفہ پیدا کرتے ہیں یعنی جو بھی تصور اعلیٰ سے اعلیٰ ذات باری تعالیٰ کا ہم اپنے ذہن میں قایم کریں وہ ہمارے دماغ کی ایجاد ہوگا نہ ذات باری کا ادراک۔ لہذا وہ ایک ناقص ہستی کا ادراک و تصور ہوگا، نہ کامل واجب الوجود کا۔ "آں من بوم" پر غور کرو۔ ظلوم وجہول انسان بڑی کاوش سے ایک مفہوم ذات باری کا قایم کرتا ہی اور اُس پر بزعم خود بڑے سے بڑے نتایج لیکن یہ نہیں سمجھتا کہ اس پردہ میں وہ خود چھپا ہوا ہی اور خود اپنے ہی بابتہ احکام صادر کر رہا ہی۔ جو بیچون ہے وہ چگونگی میں کس طرح سما سکتا ہی۔ اس راہ میں کیسے کیسے مدعیان خرد نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔

امیرخسرو		مولنا نظامی
اے دیدہ کشائے دُوربیناں	(۶)	اے سُرمہ کشِ بلند بیناں
سرمایہ دہِ تہی نشیناں		در باز کُن دروں نشیناں

اہلِ معرفت کو جو فیض مبدء فیاض سے پہنچتا ہی اُس کا ذکر ہی۔ امیرخسرو کا شعر بلند پایہ ہی۔ سرمہ کش، اور دیدہ کشائے کو اول دیکھو۔ صفاتی و عارضی قوت اور ذاتی قوت

فرق ہے۔ جو آنکھ سُرمہ کی مدد سے دیکھے وہ اُس آنکھ کو کہاں پہنچ سکتی ہے جو خود اپنی قوت سے دیکھے۔ اس کے بعد بلندیں اور دوریں کے فرق پر غور کرو۔ بلندیں شانِ رفعت کو ہویدا کرتا ہے۔ عارف شش جہت میں نگاہ سے مطلوب کا جلوہ دیکھتا ہے اور اُس کی نظر میں فوق وتحت سب یکساں ہے۔ در باز کن اور سرمایہ دہ کا فرق بھی ملاحظہ ہو۔ در کھول دینے سے یہ حاصل ہے کہ نظارہ گاہ پیشِ نظر ہے، اہلِ بصر اپنی نظر سے کام لیں۔ سرمایہ دہ سے یہ مُراد ہے کہ نظارہ اور توفیقِ نظارہ سب اُسی طرف سے ہے۔ نظارہ گاہ کے ساتھ قوتِ نظارہ بھی اُسی طرف سے آتی ہے۔ سرمایہ دہ سے فیضِ ذاتی مفہوم ہوتا ہے۔ دروں نشین وتہی نشین، دروں نشین میں زیادہ سے زیادہ خلوت نشینی کا مفہوم ہے۔ تہی نشین میں احتیاج وافلاس ہے جو درِ کریم پر پہلا ذریعہ حصولِ فیض کا ہے۔ نظر کو مزید وسعت دو۔ جو خودی سے تہی ہو کر اور فنا کے مراتب طے کرکے سرحدِ بقا پر پہنچے اُس کی کامیابی اور رسائی کہاں تک پہنچے گی۔

امیر خسرو	مولانا نظامی
قادر تو ئی آں دگر چہ باشد	صاحب تو ئی آں دگر کدام اند
منعم تو ئی آں دگر کہ باشد	سلطاں تو ئی آں دگر غلام اند

مولانا نظامی کا شعر صاف بلند پایہ ہے۔ ع "سلطاں تو ئی آں دگر غلام اند" کو امیر خسرو کا کوئی مصرعہ نہیں پہنچتا۔

مولنا نظامی	امیر خسرو

اے بر ورقِ تو درس ایّام (۸) وز تربیتِ تو یافت ایّام

زآغاز رسیدہ تا بانجام پیرایۂ صبح و زیورِ شام

مولنا نظامی نے سادہ الفاظ میں یہ مفہوم ادا فرمایا ہو کہ زمانہ باں ہمہ امتداد بس اس قدر وسعت رکھتا ہو کہ اُس کے سارے واقعات کی سرگزشت کتاب قدرت کے صرف ایک ورق پر ثبت ہو۔ امیر خسرو تغیر مضمون کے ساتھ زیادہ دلکش الفاظ میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عالم کی دلکش نیرنگیاں یدِ قدرت ہی کی بخشی ہوئی ہیں

ع پیرایۂ صبح و زیورِ شام

کیسا دلآویز مصرع ہو۔ صبح کا نورانی لباس شام کا مرصّع زیور تخیل کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ مولنا نظامی کے شعر سے درسِ ایّام کا وقوع ثابت ہوتا ہے اور بس؛ نتیجۂ تعلیم نہیں معلوم ہوتا۔ امیر خسرو کے شعر سے درس و نتیجۂ درس دونوں ظہور پزیر ہیں۔

مولنا نظامی	امیر خسرو

اے واہبِ عقل و باعثِ جاں (۹) بودِ ہمہ گشتہ از تو موجود

باحکمِ تو ہست و نیست یکساں حکمِ تو رواں بہ بود و نابود

مولنا نظامی نے صرف عقل و جان کے عطا و ایجاد کا تذکرہ فرمایا ہو؛ نیز یہ کہ حکم ربّانی وجود و عدم دونوں پر یکساں نافذ ہے۔ امیر خسرو تمام مخلوق کا ایک زرہ

نقطہ ہی میں انحصار کرکے وسعتِ قدرت دکھاتے ہیں جس طرح ایک مصور تل کی برابر نقطہ میں ایک شہر کا منظر نمایاں کر دیتا ہے۔ دوسرے دونوں مصرعے مقابل پڑھو:

ع باحکمِ تو ہست و نیست یکساں

ع حکمِ تو رواں بہ بود و نابود

امیر خسرو کا مصرع زیادہ چست اور زور دار ہے۔ حکم الٰہی کا نفوذ و نفاذ جس قوت کے ساتھ امیر خسرو نے ظاہر کیا ہے وہ مولٰنا نظامی کے لفظوں میں نہیں ہے۔

مولٰنا نظامی		امیر خسرو
اے حکمتِ تو بہ امرِ مطلق	(۱۰)	اے امرِ ترا نفاذِ مطلق
عالم ز دو حرف کردہ مشتق		از امرِ تو کائنات مشتق

مولٰنا نظامی کے اوّل مصرع سے امرِ الٰہی کا محض نفاذِ علی الاطلاق عیاں ہوتا ہے۔ امیر خسرو کے مصرع میں امرِ مطلق کا عین حکمت ہونا بھی بیان ہوا ہے، اور یہی شانِ عدل ہے۔ مولٰنا نظامی کے پورے مصرع کا مضمون امیر خسرو کے ان دو لفظوں میں آگیا امرِ مطلق۔ از امرِ تو کائنات مشتق میں وہ لطف نہیں جو عالم ز دو حرف کردہ مشتق میں ہے۔ صرف دو حرف سے سارے عالم کا مشتق ہو جانا قدرت پر زیادہ دلالت کرتا ہے بہ مقابلہ عظیم الشان امرِ الٰہی سے مشتق ہونے کے۔

مولٰنا نظامی		امیر خسرو
شرکت نبرد بملک رائے	(۱۱)	راہ تو بہ نورِ لایزالی
خاصہ کہ بملک چوں تو شاہے		از شرک و شریک ہر دو خالی

مولنا نظامی کے شعر کا پایہ بہت بلند ہی۔ نورِ لایزالی نے جو برقی قوت مولنا نظامی کے کلام میں پیدا کی ہو اُس کا عشرِ عشیر بھی امیر خسرو کے شعر میں نہیں ہو۔ امیر خسرو نے شاہانہ غیرت کی بنیاد پر شرکت کی نفی کی ہو مولنا نظامی جلالِ ربّانی کی برقِ خرمن سوز سے شریک و شرکت دونوں کی ہستی کو مٹاتے ہیں۔ وَبَینَہُمَا بَونٌ بَعِید۔

مولنا نظامی		امیر خسرو
در صنعِ تو کامد از عدد بیش	(۱۴)	باریکیِ حکمت کہ داند
عاجز شدہ عقلِ علت اندیش		کز کُن مکنِ تو نکتہ راند

مولنا یہ بیان فرماتے ہیں کہ تیزی بے شمار صنعت عقلِ علت اندیش کے عجز کا سامان ہو۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ چونکہ حکمتِ الٰہی کی باریکی کو پہنچنا محال ہو اس لیے اُس کے امر و نہی میں کون عقل کو دخل دیسکتا ہے۔ اس طرح دعویٰ دلیل سے ثابت ہو گیا۔
اس کے علاوہ مولنا نظامی کے مضمون سے واضح ہوتا ہو کہ بے شمار صنعت کو دیکھکر عقل عاجز ہوتی ہو۔ امیر خسرو باریکیِ حکمت کو سبب عجز قرار دیتے ہیں جو ذرہ ذرہ میں عیاں ہو لہذا ہر ذرہ عجزِ عقل کے لیے کافی ہو۔

مولنا نظامی		امیر خسرو
گر ہفت گرہ بہ چرخ دادی	(۱۳)	دعویٰ گری سپہر پر پیچ
ہفتاد گرہ بدو کشادی		در محکمۂ قضائے تو ہیچ

مولنا نظامی فرماتے ہیں آسمان میں اگر سات گرہیں (سبعہ سیارہ) دستِ قدرت نے

لگا دی ہیں تو اُن کے ذریعے سے ستر گرہیں کھول دی ہیں۔ یعنی آبائے علوی کے جو تصرفات عالم میں جاری ہیں اُن سے ہزاروں کام ہو رہے ہیں۔ یا احکام نجوم کی جانب اشارہ ہو۔ سات گرہ دے کر ستر گرہیں کھول دینا پُر لطف مضمون ہے لفظی رعایت پر خیال کرو تو بد و بگشادی میں دو کا لفظ ہفت و ہفتاد کے مناسب ہی۔ امیر خسرو کا مضمون اس سے بلند تر ہی۔ فرماتے ہیں کہ حکم الٰہی کے سامنے آسمان کیا چیز ہی محض ہیچ اور ناچیز لہذا عظمت الٰہی کا اظہار امیر خسرو کے شعر میں زیادہ ہی۔ سپہر کے ساتھ پر پیچ کا لفظ لطف خاص رکھتا ہی۔ نجومی اور فلکی آسمان کے جس چکر میں ہیں اُس سے آج تک بال بھر بھی نہیں نکلے۔

امیر خسرو	مولٰنا نظامی

ترتیب جہاں چنانکہ بایست (۱۴) عالم ز تو شد بہ حکمت آباد
کردی بشتابے کہ شایست حکمت ز تو یافت آدمی زاد

مولٰنا نظامی کے پورے شعر کا مضمون ایک مصرع میں امیر خسرو نے زیادہ شاندار الفاظ میں لکھ دیا ہی۔ چنانکہ بایست اور بشتابے کہ شایست کا پورا مفہوم بہ حکمت آباد میں زیادہ بلیغ پیرایہ میں آگیا ہی۔ دوسرے مصرع میں امیر خسرو شرف انسانی کو نمونہ قدرت قرار دیتے ہیں۔ یہ مضمون مولٰنا نظامی کے شعر میں نہیں ہی۔

مولٰنا نظامی / امیر خسرو

بے کوہکنی ز کاف و نونے (۱۵) در کار تو آسمان زبونے
کردی چو سپہر بیستونے وز کلک تو کون کاف و نونے

عظمت قدرتِ ربانی کا جو اظہار "درکارِ تو آسماں زبونے" سے ہوتا ہے وہ ح
کردی چو سپہر بیستونے" سے نہیں ہوتا۔ مولنا نظامی فلک بیستون کی رفعت دکھا کر
عظمتِ قدرت ثابت فرماتے ہیں امیر خسرو پستی و زبونی یعنی عظمتِ قدرت اس قدر
ہے کہ اُس کے سامنے عظمتِ آسمان کا تخیل بھی نہیں ہو سکتا جب کو کُن زکاف و نون نے
سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا دشواری قدرت نے سپہر سا بے ستون بنا دیا۔ کلامِ خسروی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ کاف اور نون دو حرف لکھدیئے بس یہ قدرت کے رو برو
یہ کائنات ہے ساری کائنات کی (جس کا آسمان ایک جزو اقل ہے) اب تم خود سمجھ
لو کہ کونسا مضمون زیادہ آسانی ظاہر کرتا ہے۔ اس مقابلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ
منجملہ پندرہ اشعار کے چار شعر مولنا کے فضل ہیں گیارہ امیر خسرو کے۔

مضامین خاصّہ

امیر خسرو	مولنا نظامی
اے پیش زد انشِ خردمند	اے ہیچ خطے نگشتہ زاوّل
فرمانِ تو نطق را زباں بند	بے حجّتِ نامِ تو مسجّل
اے سرّ تو بستہ وہم را گوش	اے خطبۂ تو تبارک اللہ
در معرفتِ تو عقل بیہوش	فیضِ تو ہمیشہ بارک اللہ
اے جاں بہ جہد نگندۂ تو	اے ہرچہ رمیدہ و آرمیدہ
ہر کس کہ بجز تو بندۂ تو	در کُن فیکون تو آفریدہ

مولنا نظامی

ای مقصد همت بلندان
مقصود دل نیازمندان
هم قصهٔ نانموده دانی
هم نامهٔ نانوشته خوانی

امیر خسرو

ای صانع جسم و خالق روح
مرهم نه سینهاے مجروح
ای نور ده چراغ عالم
مردم کن آدمی و آدم
ای بنده نواز بندگی دوست
زان تو جهان ز مغز تا پوست
بودی تو نه چرخ و نے زمیں بود
جز تو که تواند اینچنیں بود
اندیشه بسر بلندی و پست
بگذشت و بدامنت نزد دست
گر دست منت رسد بدامن
پس فرق چه باشد از تو تا من
چون حکم تو گردد آشکارا
کس را به چرا و چون چه یارا
کردی به ازل تمام کاری
کز هیچ کست نبود یاری

امیر خسرو

عاجز نہ از اساسِ حسن ساز
تا یار طلب کنی و انباز
قفلِ ہمہ را کلید بر تو
پنہانِ ہمہ پدید بر تو
اے خاک بر آں سری کز اخلاص
بر خاکِ عبادتت نشد خاص

مولٰنا نظامی کے اشعار خاص میں (یعنی جن کا مقابلہ امیر خسرو کے یہاں نہیں ہے)،
یہ شعر بہت بلیغ و نادر ہے

اے خطبۂ تو تبارک اللہ　　　　فیضِ تو ہمیشہ بارک اللہ

تبارک اللہ و بارک اللہ کا مقابلہ دیکھو۔ تبارک اللہ اشارہ ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ
کی طرف۔ ماشاء اللہ کیا بلیغ خطبہ ہے۔ یہ اشعار بھی بہت خوب ہیں :

اے ہیچ خطے نشد ز اوّل　　　　بے حجّتِ نامِ تو مُسجّل
اے ہرچہ رمیدہ و آرمیدہ　　　　در کن فیکون تو آفریدہ

امیر خسرو کے اشعارِ خاص تعداد میں زیادہ ہیں۔ اشعار ذیل میں اُن کا خاص درد و
نیاز کا رنگ ہے

اے خالقِ جسم و صانعِ روح — مرہم نہِ سینہاے مجروح

اے بندہ نواز بندگی دوست — زانِ تو جہاں ز مغز تا پوست

اے خاک براں سرے کہ با خلاص — بر خاکِ عبادتت نہ شد خاص

اس رنگ کے اشعار مولٰنا نظامی کے یہاں نہیں ہیں۔ اشعار ذیل کی معرفت ملاحظہ ہو

اے ہوش ز دانشِ خردمند — فرمانِ تو نطق را زباں بند

اے سرِ تو بستہ وہم را گوش — در معرفتِ تو عقل بیہوش

اے نور دہِ چراغِ عالم — مردم کنِ آدمی و آدم

بودی تو نہ چرخ و نے زمیں بود — جز تو کہ تواند اینچنیں بود

چوں حکم تو گرد آشکارا — کس را بہ چرا و چوں چہ یارا

کردی بہ ازل تمام کاری — کز ہیچ کست نبود یاری

عاجز نہ از اساسِ ہر ساز — تا یار طلب کنی و انباز

اندیشہ ہر بلندی و پست — گر زشت و بد امنت ز دوست

گر دستِ منت رسد بہ دامن — پس فرق چہ باشد از تو تا من

آخر کے دو شعروں میں اُس غلطی کی اصلاح کی ہے جس میں فکر انسانی اپنے منتہائے کمال پر پہنچکر مبتلا ہو جاتی ہے۔ جب وہ کُنہ واجب الوجود کے ادراک سے عاجز آجاتی ہے تو انکار کی جرأت کر بیٹھتی ہے۔ امیر خسرو فکر نارسا کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ ادراک نہ ہو سکے تو انکار نہ کر بلکہ یہ سمجھ لے کہ مادی مخلوق اور ذات

مجرد کا فرق مستلزم عدم ادراک ہے۔ عدمِ ادراک عدمِ وجود کو مستلزم نہیں۔

مُناجات

مولانا نظامی

عقل آبلہ پائے و کوئے باریک
وانگاہ رہے چو موئے باریک
توفیق اگر نہ رہ نماید
ایں قفل بہ عقل کے کشاید
اے عقل مرا کفایت از تو
جُستن ز من و ہدایت از تو
من بیدل و راہ سہمناک ست
چوں راہبرم توئی چہ باک ست
عاجز شدم از گرانیِ بار
طاقت نہ۔ چگونہ باشد ایں کار
میکوشم و در تنم تواں نیست
کازرم تو ہست باک ازاں نیست
گر لطف کنی و گر کنی قہر
پیشِ تو یکیست نوش تا زہر

امیر خسرو

اے عذر پذیر عذر خواہاں
عفوِ تو شفیع برگناہاں
خسرو کہ کمینہ بندۂ تست
در ہر چہ فتد فگندۂ تست
آں را کہ تو افگنی بہرزیست
برداشتنش بہ بازوئے کیست
ہم رحمت تو بود کہ پیوست
افگندۂ خویش را دہد دست
دستے کہ فتادِ نفس خود رائے
در مطرحِ سیل بے سر و پائے
بردار ز خاکِ رہ کہ پستم
از دست رہا مکن کہ مستم
ہر چند تنِ گناہ پرورد
در حضرتِ قرب نیست در خورد

مولانا نظامی

شک در دلِ من بود کاسیرم
کز لطف زیم ز قہر میرم

گر قہر سزائے ماست آخر
ہم لطف برائے ماست آخر

تا در نفسم کفایتے ہست
فتراک توکے گذارم از دست

وانگہ کہ نفس بآخر آید
ہم خطبۂ نام تو سراید

واں لحظہ کہ مرگ را بسیچم
ہم نام تو در حنوط پیچم

چوں گرد شود وجودِ پستم
ہر جا کہ روم ترا پرستم

احرام گرفتہ ام بکویت
لبیک زناں بہ جستجویت

احرام شکن بسی ست زنہار
ز احرام شکستنم نگہ دار

امیر خسرو

با اینہمہ گر پزیری ایں خاک
نقصان چہ بود بہ عالمِ پاک

نزدیکِ خودم بخواں بداں نور
کز خود ابدالابد شوم دور

از یادِ خودم کن آنچناں شاد
کز ہستیِ خود نیایدم یاد

جایم رساں کز اوجِ اخلاص
دیوم بفرشتگی شود خاص

در گلشنِ قدس کن بنالم
مگذار بہ گلخنِ وبالم

آں بخش کہ از توام دہد یاد
واں دہ کہ براہِ تو تواں داد

خواہم بستایشِ تو بودن
من خود چہ توانمت ستودن

ہم تو دلِ پاک دہ زباں ہم
در مدحتِ خویش بلکہ جاں ہم

مولانا جامی

من بیکس و رخنه‌ها نهانی
ای کس بیکسان تو دانی
یک ذره ز کیمیای اخلاص
گر بر مس من نهی شود خاص
آنجا که دهی ز لطف یک تاب
زر گردد خاک و دُر شود آب
پیش تو نه دین نه طاعت آرم
افلاس تهی شفاعت آرم
تا غرق نشد سفینه در آب
رحمت کن و دستگیر دریاب
هم تو به عنایت الٰهی
آنجا قدمم رسان که خواهی
از ظلمت خود رهاییم ده
با نور خود آشناییم ده
بردار مرا که اوفتادم
از مرکب جهد خود پیادم

امیر خسرو

تا گوید ذکر تو به تمییز
تنها نه زبان که جان و دل نیز
به گر ندهی به هیچ سانم
آن جان که بخویش زنده دانم
آن چشم دهم که پیش بیند
عفو تو و جرم خویش بیند
آن پرده کش که بار یابم
در پرده صلاح کار یابم
پیداست که نیست از بد و هست
نقدیم بجز امید بردست
افلاس ببین و از سر جود
بگشای خزینه‌های مقصود
گیرم که نیم بلطف درخور
آخر نه که بنده‌ام برین در
گر رحمت تست بر نکو زیست
رحمت کن بندگان بد کیست

مولنا نظامی

روزی که مرا ز من ستانی
ضایع مکن از من آنچه دانی
وانگه که مرا به من دهی باز
یک سایهٔ لطف بر من انداز
آن سایه که از چراغ دورست
آن سایه که آن چراغ نورست
تا با تو چراغِ نور گردم
چون نور ز سایه دور گردم
بی یاد توام نفس نیاید
با یادِ تو یادِ کس نیاید
گر تن حبشی سرشتهٔ تست
در خط ختنی نبشتهٔ تست
گر با زبدا درم نشانی
ای داورِ داوران تو دانی

امیر خسرو

چون زانِ تو ایم پاک و ناپاک
هم تو بکرم نگر درین خاک
آخر نه بگِلِ سرشتهٔ تست
نیک و بدِ من نوشتهٔ تست
چون من رقم از تو می پذیرم
گر نامه سیه بود چه گیرم
جرم منگر که چاره سازی
طاعت مطلب که بے نیازی
گر فضلِ تو رحمتے نه ریزد
از طاعت چون منے چه خیزد
فردا که ز بنده راز پرسی
ناکردهٔ و کرده باز پرسی
چون میدانی بکار سستم
شرمنده مکن بباز جستم
از رحمتِ خویش کن درم باز
بے آنکه ز کرده پرسیم باز

امیر خسرو

عفوِ تو کہ مشعلےست پُر نور
از ظلمتِ راہِ من کن دور
روشن کن ازاں نمط رہم را
کاری بسحر شبانگہم را
زیناں کہ اُمید وارم از تو
خواہش بجُز ایں ندارم از تو
کاندم کہ دمم زتن برآید
با نامِ تو جانِ من برآید
در حجلۂ قدس بخش جایم
تا با تو بجانبِ تو آیم
آں راہ نما بمن نمائی
کاندر تو رسم دگر تو دانی

مناجات کے تین جز ہیں جو خود خالقِ اکبر نے سورۂ فاتحہ کے ذریعے سے تلقین فرمائے ہیں۔ اوّل ستایش، دوم نیایش، سوم گزارش۔ ستایش کا حصہ زیادہ تر حمد میں ختم ہو لیتا ہے۔ مناجات کے لئے نیایش و عرضِ حال دو جزو رہ جاتے ہیں۔ نیایش کی جان عجز و شکستگی ہے

گزارشِ مدعا کی نسبت یہ دیکھنا ہے کہ بارگاہِ عالی میں کیا مدعا پیش کیا۔ ستایش کے نمونے تم کافی دیکھ چکے۔ اب نیایش وگزارش کی کچھ کیفیت معلوم کرو۔

(نیایش)

مولنا نظامی

ای عقل مرا کفایت از تو
جستن ز من و ہدایت از تو
من بیدل و راہ ہمناک ست
چوں راہبرم توئی چہ باک ست
عاجز شدم از گرانی بار
طاقت نہ چگونہ باشد این کار
گر قہر سزای ماست آخر
ہم لطف برای ماست آخر
بردار مرا کہ اوفتادم
از مرکب جہد خود پیادم
تا در نفسم کفایتے ہست
فتراک تو کے گزارم از دست
وانگہ کہ نفس بآخر آید
ہم خطبۂ نام تو سر آید

امیر خسرو

ای عذر پذیر عذر خواہاں
عفو تو شفیع بے گناہاں
خسرو کہ کمینہ بندۂ تست
در ہیچ فتد فگندۂ تست
ہم ہمت تو بود کہ پیوست
افگندۂ خویش را بہ دست
دستے کہ فتاد نفس خودراے
در مطرح سیل بے سر و پاے
ہر چند تن گناہ پرورد
در حضرت قرب نیست درخورد
با اینہمہ گر پذیری این خاک
نقصاں چہ بود بہ عالم پاک
خواہم بہ ستایش تو بودن
من خود چہ توانمت ستودن

مولنا نظامی

چون گرد شود وجود پستم
هر جا که روم ترا پرستم
من بیکس و در جهان فانی
هان ای کس بیکسان تو دانی
پیش تو نه دین نه طاعت آرم
افلاس تهی شفاعت آرم
گر تن حبشی سرشته تست
در خط ختنی نبشته تست
گر باز بداورم نشانی
ای داور داوران تو دانی

امیر خسرو

هم تو دل پاک ده زبان هم
در مدحت خویش بلکه جان هم
پیداست که نیست از همه بت
تقدیم بجز امید در دست
افلاس ببین و از سر جود
بگشای خزینهای مقصود
گیرم که نیم بلطف درخور
آخر نه که بنده ام برین در
گر رحمت تست بر نکو زیست
رحمت کن بندگان بد کیست
چون زان توایم پاک و ناپاک
هم تو بکرم نگر درین خاک
آخر نه گلم سرشته تست
نیک و بد من نوشته تست
جرم منگر که چاره سازی
طاعت مطلب که بی نیازی

امیر خسرو

گر فضلِ تو رحمتے نریزد

از طاعتِ چوں منے چہ خیزد

مجموعۂ اشعار پڑھنے سے عجز و شکستگی کا رنگ امیر خسرو کے اشعار میں زیادہ نمایاں ہے۔ بندہ کمینہ، تنِ گناہ پرور، خاک، بندہ در، ناپاک، عذر خواہ، بے سر و پا، افلاس، رحمت، عفو، شفیع، یہ عاجزانہ الفاظ امیر خسرو کے یہاں ہیں۔ مولٰنا نظامی کے یہاں اس رنگ کے الفاظ بیدل، عاجز، وجودِ پست، افلاسِ تہی، بیکس، تن جستے، شفاعت اور لطف ہیں۔ خود ان الفاظ کا مقابلہ کرو تو باعتبار اکثر امیر خسرو کے الفاظ میں انکسار و شکستگی زیادہ پاؤ گے۔

امیر خسرو	مولٰنا نظامی
دستے کہ فتادہ نفسِ خود راۓ	بردار مرا کہ اوفتادم (۱)
در مطرحِ سیل بے سر و پاۓ	از مرکبِ جہد خود پیادم

بردار، دستے اس موقع پر دستے کمک مدد طلب کرنا بمقابلہ بردار کے زیادہ موثر ہے۔ مولٰنا نظامی کے شعر میں یہ مضمون ہے کہ ایک شخص گھوڑے سے گر گیا ہے اور کہتا ہے بردار (اٹھاؤ) امیر خسرو یہ سماں دکھاتے ہیں کہ ایک شخص سیلاب میں اچھلتا ڈوبتا چلا آتا ہے اور چلاتا ہے دستے، (ہاتھ پکڑنا) بتاؤ دیکھنے والے کے دل پر کس کا درد زیادہ اثر کرے گا؟ یقیناً ڈوبنے والے کا۔ فرض کرو تم دونوں واقعے ایک ساتھ اپنی آنکھ سے